سالانہ قیمت ؎ ۔ رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر (مینو متر ل وارث روڈ) لاہور
پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو جے۔ کلارک صاحب ایم۔ اے (ایمپرس روڈ لاہور) منیجر۔

جملہ خط و کتابت اور ترسیل زر بنام مینجر صاحب ہونا چاہیئے اور تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائی اندراج بنام ایڈیٹر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے ؛

جلد ۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۹ جون ۱۹۲۲ء	نمبر ۲۳

رباعیاتِ مولانا نصیر مدظلہ

۱

آسان و خوش و صحیح گفتن   دانیم بہ از قبیح گفتن
خوب است نصیر شیوۂ تو   کم گفتن و بس فصیح گفتن

۲

از ازل مستمندِ نازِ توام   پائے بندِ کمندِ نازِ توام
حالِ وحشت زمن چہ مے پرسی   گردِ راہِ سمندِ نازِ توام

۳

اے زہرہ جبیں و غیرتِ مہ   شیدا ہوں ترا خدا ہے آگہ
میں اور خیالِ غیر؟ توبہ   تو اور دغا؟ نعوذ باللہ

۴

داغ دامن سے عیش کا دھو دو   عشق کا بیج قلب میں بو دو
عشق میں عیش ہے محال نصیر   کون دیتا ہے چپڑی اور دودھ

۵

سحر ہے سحر بیانی میری   رشکِ دریا ہے روانی میری
پر یہی ہے مجھے افسوس نصیر   قدر دنیا نے نہ جانی میری

اسرارِ حیات

(از قلم منشی حشمت اللہ قریشی سیکنڈ ماسٹر بپٹسٹ مشن سکول شملہ)

زندگی کس شے پر مبنی ہے؟ اور اس کی طبعی بنا کیا ہے ؟

اس سوال کی تحقیقات میں انسان کے نہایت پیچیدہ جسم پر غور کرنے کے بجائے ہم ایک ایسے جاندار کا ذکر کرینگے کہ جس کی ساخت نسبتاً بہت ہی سادہ ہے۔ اس کا نام امیبا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی چھوٹا سا جاندار ہے۔ جو بلا امداد خوردبین دکھائی نہیں دیتا۔ یہ تالوں کے اندر گندے پانی میں رہتا ہے۔ اس جاندار کی شکل تھوڑے ہی عرصہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس کے جسم کے ارد گرد جو حصے نکلے ہوئے ہیں اُن کو عام معنوں میں اعضاء کہہ نہیں سکتے۔ خوردبین سے دیکھنے پر جب اس

کے اندر سوائے ایک یا زیادہ ہوا کے ببلوں کے اور کسی جگہ پر ایک یا زیادہ تعداد میں گہرے رنگ کے مادے کے جس کو مرکزہ بھی کہتے ہیں اور کوئی ساخت نظر نہیں آتی۔ اس کا تمام جسم بظاہر کسی دانہ دار غلیظ اور رقیق شے کا بنا ہوا ہے۔ اس کے حدود کسی قدر زیادہ سخت ہونے کی وجہ سے ایک جھلی کی طرح کسی شے سے ڈھکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ اعلیٰ جانداروں کی مانند خود بخود حرکت کر سکتا ہے۔ اسکی حرکت کا طریقہ یہ ہے کہ یہ اپنے جسم کو اس طرح پھیلا سکتا ہے کہ اس کی بیرونی جھلی پھٹ کر اس میں سے ایک حصہ جسمانی مادہ کا باہر نکل جاتا ہے پھر باقی ماندہ جسمانی مادہ اس شگاف کے ذریعہ سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ اس نکلے ہوئے نئے حصّہ جسم پر جس کو چھوٹا پیر کہہ سکتے ہیں۔ فوراً ہی باقی ماندہ جسم کی طرح ایک سطح کی جھلی بن جاتی ہے۔ لہٰذا اس کو ایک قسم کا خارجی مادہ کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر اتفاقاً اس کے سامنے کوئی ایسی شے آجائے جس کو وہ کھا سکے تو وہ اپنے جسم میں سے چھوٹے پیر نکال کر اس کو اپنے اندر شامل کر لیتا ہے اور اپنے جسم کے اندر سے کچھ اندرونی رطوبت کی قسم کی چیز خارج کر کے اس کو تحلیل کرتا ہے اور تحلیل شدہ مادہ کو اپنا جزو بدن بنا لیتا ہے۔ جو حصہ ہضم نہیں ہو سکتا اس کو اپنے جسم کے کسی حصہ سے بطور فضلہ نکال کر باہر کر دیتا۔ تجربوں سے ثابت ہوا ہے کہ اگر ایسے جاندار کو ہوا یا آکسیجن سے محروم کر دیا جائے تو اس کی حرکتیں بند ہو جاتی ہیں حتیٰ کہ کچھ دیر کے بعد مر جاتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے جانوروں کی طرح اس میں بھی آکسیجن جذب کرنے کی قوت اور کاربانک ایسڈ گاس اور دیگر فضلات خارج کرنے کی طاقت موجود ہے۔ الغرض اس جاندار کی سرگزشت اور حالات کے ایک ادھ باب پر ایک سرسری نظر ڈال کر ہم اس کو ختم کرینگے۔

اس کے اندر گہرے رنگ کے ایک یا زیادہ حصے ہوتے ہیں جن کو ہم مرکزہ کہہ چکے ہیں۔ یہ مرکزہ اس جانور کے تمام حیاتی افعال پر ایک عجیب و غریب اثر رکھتے ہیں۔ اگر کسی طریقہ سے اس کے بدن کے کسی حصّے کو کاٹ دیا جائے جس میں مرکزہ نہ ہو تو وہ حصہ کچھ دیر تک ضرور زندہ رہ سکتا اور معمولی حرکات کر سکتا ہے لیکن اس میں سے بیرونی مادے کو تحلیل کر کے اپنے جزو بدن بنانے کی طاقت جاتی رہتی ہے۔ اس لئے وہ مر جاتا ہے۔ لہٰذا اس جاندار کے لئے اس مرکزہ کا ہونا از حد ضروری ہے۔ اس مرکزہ کا ایک اور فعل یہ ہے کہ وقتاً فوقتاً اس کا مادہ دو حصے ہونے لگتا ہے گویا اس کے اندر ایک شگاف واقع ہوتا ہے اور باقی ماندہ حصہ جسم ان دو ٹکڑوں کے ارد گرد جمع ہو کر الگ الگ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ایک جاندار سے اسی قسم کا ایک اور وجود پیدا ہو جاتا ہے۔ اس فعل کا نام تولید ہے۔

اس چھوٹے سے جاندار کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے تمام حیاتی افعال ایک غلیظ مادے کی حرکات سے ہوتے ہیں۔ اس مادے کا نام انگریزی زبان میں **پروٹوپلیزم** (مادہ الحیات یا مادۃ الحیات) رکھا گیا ہے۔ ایک ایسا محدود حصّہ پروٹوپلیزم جس میں عموماً ایک یا زیادہ مرکزہ شامل ہوتے ہیں سیل یعنی حیاتی ذرہ کہلاتا ہے۔ امیبا کے اندر یہ بذات خود اپنے تمام حیاتی افعال مثلاً حرکت۔ نشوونما۔ تنفس۔ اخراج فضلات اور تولید کر سکتا ہے۔ لہٰذا حیاتی افعال اس مادۃ الحیات پروٹوپلیزم کی خاصیتیں ہیں جیسا کہ خاص حرارت پر پانی کا بھاپ بنکر اڑ جانا۔ یا غایت درجہ کی سردی پر جم جانا وغیرہ وغیرہ پانی کی مختلف خاصیتیں ہیں اسی طرح حرکت۔ تنفس۔ اندرونی و بیرونی اخراج۔ نشوونما۔ تولید۔ احول (گردوپیش) کے تعلقات سے متاثر ہونا زندہ پروٹوپلیزم کی خاصیتیں ہیں۔ پانی کیا ہے؟ آکسیجن اور ہیڈروجن وغیرہ کا مرکب ہے لیکن پروٹوپلیزم کیمیائی طور پر آکسیجن۔ ہیڈروجن۔ نائیٹروجن۔ کاربن۔ سلفر۔ فاسفورس۔ آئرن۔ پانی فیصدی ستر اور بعض اقسام نمکیات وغیرہ کا ایک نہایت ہی پیچیدہ مرکب ہے۔ جس کی اصلی ترکیب کو ہم ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ اس کو مارنے کے بغیر اس کا کیمیائی تجزیہ ہونا بالکل ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محض جمادی چیزوں سے اس کے پیدا کرنے کی تمام کوششیں آجتک رائگاں ثابت ہوئی ہیں۔ بلکہ زندہ شے کی اعانت کے بغیر زندہ پروٹوپلیزم کا پیدا ہونا قطعی ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تو بھی کئی ماہران علم الحیات مادی اشیاء سے حیاتی اجسام پیدا کر لینے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ واقعی یہ سوال دلچسپ ہے کہ آیا انسان بے جان مادے سے کوئی جاندار صورت پیدا کر سکتا ہے جس کی کوشش میں بعض سائنسدان لگے ہوئے ہیں؟ (باقی آئندہ)

فردوس بازیافتہ

ملٹنس پیراڈائز ریگینڈ

کارلائل کہتا ہے کہ اگر برطانیہ سے پوچھا جائے کہ تم ہندوستان کا چھن جانا پسند کرتے ہو۔ یا شکسپیر کا۔ تو وہ ضرور یہ جواب دینگے کہ ہندوستان کا چھن جانا ہم گوارا کر سکتے ہیں مگر شکسپیر کا چھن جانا گوارا نہیں کر سکتے۔ شکسپیر اور ملٹن یہ دو نام ایسے ہیں جن پر انگلستان قیامت تک فخر کرتا رہیگا۔ جو قومیں اہل قلم کی توقیر کرتی ہیں۔ ان کے نام کو زندہ رکھتی ہیں وہی قوم (بقایا مضمون صفحہ ۱۱ پر دیکھئے)

نورافشان

مطبوعہ ۹ جون ۱۹۲۲ء

ناامیدی میں امید
یا
پست ہمتی میں ہمت

تب کالب نے موسٰے کے حضور لوگوں کو چپ کروایا اور کہا کہ البتہ ہم لوگ چڑھینگے اور مُلک لے لینگے۔ کیونکہ ہمیں بلاشبہ اس کے لینے کا زور ہے۔ گنتی ۱۳: ۳۰

جو جاسوس مُلک کنعان کی جاسوسی کرنے گئے تھے تمام مُلک کو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک دیکھ کر اگرچہ بڑے خوش ہوئے تھے۔ پر مایوس اور ناامید اور پست ہمت بھی ہو گئے تھے۔ ان کو ملک کنعان کی جاسوسی سے یہ حقیقت معلوم ہوئی تھی کہ اس ملک کے لوگ نہایت شہزور اور قدآور ہیں ہم اس ملک کو فتح نہیں کر سکینگے۔ لہذا انہوں نے واپس آکر حضرت موسٰے کو اور تمام بنی اسرائیل کو اپنی پست ہمتی کی رپورٹ سنائی اور تمام اسرائیل میں ماتم پڑ گیا۔ اسرائیل کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ اب نہ آگے جانے کے قابل ہے نہ پیچھے رہنے کے لائق رہے۔ بیابان میں بھوک اور پیاس سے ہلاکت حصہ میں آئی۔ لہذا اسرائیل میں آہ و فغاں کا شور بلند ہو گیا۔

درحقیقت ایسے نازک وقت پر پست ہمت کرنے والی رپورٹ کی ضرورت نہ تھی۔ کالب کی رپورٹ کی ضرورت تھی۔ اُس میں ناامیدی اور مایوسی اور پست ہمتی کا علاج موجود تھا۔ اس میں استقلال و ثابت قدمی تھی۔ جب تم اپنی امید کا ستارا غائب ہوتے دیکھو تو ناامید و مایوس ہو کر بیٹھ کر رونے مت لگو بلکہ کمر ہمت باندھ کر استقلال کے ساتھ آخر تک مشکلات حائلہ سے جنگ کرو۔ کیونکہ ناامیدی میں ماتم کرتے کرتے مرنے کی نسبت امید و ثابت قدمی سے مشکلات سے لڑ کر مرنا بہتر ہے شائد اسرائیلیوں کی طرح فتح کا سہرا تمہارے ہی سر پر بندھے۔ پس اگر آپ آج کے دن غیر مغلوب طاقتوں اور مشکلوں کا خیال کر کے اپنے قدم آگے بڑھانے سے رکے پڑے ہیں تو آج ہی یقین کر کہ تجھ میں اس مشکل پر غالب آنے کی قوت و طاقت موجود ہے۔ پس اس مشکل کا آخری دم تک مقابلہ کر۔ یہی بچاؤ کی صورت ہے۔ ورنہ اسباب کو یاد رکھو کہ تو زندگی کی مشکل کو پیٹھ دکھا کر بچ نہیں سکتا۔ نہ ہر ایک مشکل سے صلح کر کے زندہ رہ سکتا ہے۔ پس خدا کے تمام ہتھیاروں کے ساتھ جنگ کر اب بچاؤ اسی میں ہے۔

قید میں تھا تم نے میری خبر نہ لی

ہم ہندوستانی مسیحی گورنمنٹ کے وفادار ہیں۔ پر ہم اپنی قوم کے بھی بیوفا فرزند نہیں ہیں۔ ہماری ماں کے فرزند ہزاروں کی تعداد سے آج جیل خانوں میں ہیں وہ قوم کے بہترین فرزند ہیں۔ ان میں سے بہت ہیں جو مسیحیت کے اصولوں کو ماننے کی کوشش کرتے ہوئے جیل خانوں میں پہنچے ہیں۔ گورنمنٹ نے ان کو مجرم ٹھہرا کر جیلخانوں میں ڈالا ہے۔ ہم گورنمنٹ کے فیصلوں کی نہ مخالفت کرتے ہیں نہ مخالفت کرنی چاہئے۔ پر ہم مسیحی ہو کر اپنے ماں کے فرزندوں کے لئے۔ اپنے ملک اور اپنی قوم کے نام برداروں کے لئے کچھ کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہم ہندوستانی پادریوں اور ایلڈروں اور ڈیکنوں اور پاسٹروں اور دیگر مسیحیوں سے عرض کرتے ہیں کہ وہ ان بزرگوں اور بنی آدم کے دوستوں کے لئے کچھ کریں۔ ہر ایک ضلع کا جیل خانہ بھرا ہے اور ایسے لوگوں سے بھرا ہے جو کہ انکم بدمعاش نہیں ہیں۔ کیا آپ لوگوں نے کبھی ان کو جیلخانوں میں جا کر دیکھا؟ ہندوستانی کلیسیا اگر اس قیمتی وقت کو مسیحی خدمت کے لئے غنیمت نہیں سمجھتی تو وہ ہمیشہ تک پچھتائیگی۔ اے ہند کی مسیحی جماعت یہ تیری خدمت کا وقت ہے تو جیلخانوں میں جا اور قیدیوں کی خبرگیری کے لئے آپ کو نثار کر دے۔ اُن کو خدا کا کلام دے اور اُن کی حق پر رہنمائی کر۔ آج کے دن بلاشک یسوع مسیح جیلخانوں میں قید ہے۔ وہ اپنے بندوں کے ساتھ قید ہے۔ کیا تیری مسیحیت کا یہ تقاضا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کی خبر نہ لیوے؟ اب جبکہ غیر مسیحی یسوع مسیح کو ماننے کو تیار ہیں تو کیا یسوع مسیح کی روح کی مزاحمت کرنے کے لئے تو ہی ایک ہندوستانی جماعت رہ گئی ہے؟ پس اپنی آنکھیں کھول اور اُس کی خدمت پر آمادہ ہو۔ تیری بھلائی کی یہی شرط ہے

اصلی عیسائیت کے پرچارک
مہاتما گاندھی ہیں
ایک امریکن محب وطن کے خیالات

ہم ناظرین نورافشاں کی ضیافت طبع کے لئے مسٹر ایف۔ ڈی۔ سلیک کے خیالات نذر و نیاز کرتے ہیں۔ آپ وائی۔ ایم۔ سی کے سیکٹری ہیں۔ ایک عرصہ تک ہندوستان میں رہے

ہیں۔ مہاتما گاندھی کی بابت آپ کے خیالات قیمتی ہیں۔ قریباً ہندوستان کے تمام اخبارات آپ کے خیالات مندرجہ ذیل کو شائع کر چکے ہیں۔ ہمیں قوی امید ہے کہ ہمارے ناظرین ان خیالات سے فائدہ اٹھائینگے۔ ایڈیٹر

مسٹر سلیک مارچ گذشتہ میں رخصت لیکر اپنے وطن امریکہ کو جاتے ہوئے سکاٹ لینڈ کے دارالخلافہ ایڈنبرا میں بھی ٹھہرے اور سکاٹش نیشنل کونسل کے جلسہ میں آپ نے تقریر بھی کی۔ وہاں پر سکاٹش ڈیلی ٹرانکل نیوز کے قائم مقام نے مسٹر موصوف سے حالانکہ اُن کو فرصت بھی بہت قلیل تھی ملاقات کی اور ہندوستان کے مفصلہ ذیل حالات اپنے اخبار کے لئے حاصل کئے۔ جو ہم بھی ناظرین نورافشاں کے مطالعہ کے لئے درج کرتے ہیں۔

قائم مقام۔ مسٹر سلیک آپ تو ایک مدت مدید سے ہندوستان میں ملازم ہیں۔

جواب۔ ہاں بے شک۔ اگرچہ بلحاظ مدت فقط تیرہ ہی سال ملازمت ہے۔ لیکن جو تبدیلی اس عرصہ میں میں نے مشاہدہ کی ہے وہ تو ایک عمر بھر کی معلوم دیتی ہے۔ باوجود ایسی تبدیل کے ہمیشہ کی طرح چاق وچوبند ہوں۔

قائم مقام۔ اس ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن کے آدمی بے خبر نہیں ہیں۔ لیکن آجکل ہم لوگوں کو خاص طور پر ہندوستانی معاملات میں دلچسپی ہے اور آپ غیر معمولی طور پر ہمیں ان معاملات کے تغیر وتبدل کے متعلق مشورہ دے سکینگے۔ کیا یہ درست نہیں ہے۔

جواب۔ میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا لیکن میں فقط اسی قدر خوش قسمت ہوں کہ پہلے تو قومی طلبا کے سکریٹری کی حیثیت سے اور بعد ازاں سٹرول کے جلیس کی وجہ سے مجھے وقتاً فوقتاً ہندوستان کے لیڈروں سے شرف ملاقات حاصل ہوتا رہا اور آپ ان کے متعلق مجھ سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو جو کچھ مجھ کو معلوم ہے۔ وہ بتلا سکتا ہوں۔

قائم مقام۔ کیا آپ ہمارے ساتھ متفق ہیں کہ انقلاب عظیم آنے والا ہے۔

جواب۔ کسی غیر متوقع طور پر نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوستان بڑی سرعت سے بیدار ہو رہا ہے اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ اس بیداری کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کبھی یہ مثل مشہور تھی کہ مشرق غیر متبدل ہے۔ لیکن اب یہ مثل بالکل اُلٹ ثابت ہو رہی ہے۔ آج اس مثل کا اس ملک پر جو نہایت ہی سرعت سے تبدیل پذیر ہو رہا ہے۔ اطلاق کرنا بالکل بے وقوفی ہے۔ میں نے اگلے دن ایک ہندوستانی لیڈر کو یہ کہتے سنا کہ مسٹر شاستری اپنی تقریروں میں رفتار زمانہ کا ساتھ نہیں دیتا ہے۔ کیونکہ وہ قریباً ایک سال تک ملک سے باہر رہا ہے۔ لیکن میں آپ کے اخباروں کے مطالعہ سے بہت حیران ہوا ہوں اس میں شک نہیں کچھ فسادتیں بھی ہوئیں جو کہ ناپسندیدہ ہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ملک ہندوستان بجائے خود ایک بر اعظم ہے۔ اگرچہ یہ ملک سخت اقتصادی مصائب میں مبتلا ہے۔ تاہم یہ شورشیں اس قدر وسیع نہیں تھیں۔ آج صفحہ عالم پر درجنوں ایسے ممالک ہیں جہاں پر بہت زیادہ شورشیں اور مقابلتاً بہت زیادہ کشت وخون ہو رہا ہے ہندوستان کی بے چینی کو درد زہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ حالت ضرور مشکل ہو رہی ہے۔ مگر میں بلا وجہ خائف ہوتا نہیں چاہتا۔ کیونکہ یہ سب کچھ روز مرہ کا کام ہے۔

قائم مقام۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مہاتما گاندھی کی گرفتاری سے مشکلات رونما ہونگی؟

جواب۔ ایک سال قبل ایسا یقین کیا جاسکتا تھا۔ لیکن اب اس کا امکان کم ہے۔ آپ کو معلوم رہے کہ ان کا اصول یہ ہے کہ مصائب کے برداشت کرنے سے ہی ترقی ہو سکتی ہے۔ اگر آپ ہندوستان میں ریل کے سفر میں کسی تھرڈ کلاس کے مسافر سے دریافت کریں تو وہ کہیگا کہ انگریزوں نے بلا تخفیص اور بلا زبان سول سروس وغیرہ نے خصوصاً کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ لیکن آپ اس سے اگر یہ دریافت کرینگے کہ مہاتما گاندھی نے ان کے لئے کیا کچھ کیا ہے تو وہ فوراً کہہ اٹھیگا کہ مہاتما نے ہم لوگوں کی خاطر مصائب برداشت کی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ عوام کے دلوں میں اُس کے لئے شردھا اور وفاداری کا دریا موجزن ہے جیل خانے میں جانے کے لئے تو مہاتما گاندھی درخواست کر رہے تھے کیونکہ اُن کا یقین ہے کہ اس مصیبت کی برداشت ہی سے ہندوستان کا بھلا ہوگا۔

قائم مقام۔ کیا مہاتما گاندھی کی تحریک نے عیسائی مذہب کی اشاعت میں رخنہ ڈالا ہے؟

جواب۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ بخلاف اس کے میرا یقین ہے کہ یسوع مسیح کے مذہبی احکامات کی سال گذشتہ میں اشاعت اکیلے مہاتما گاندھی نے اس قدر کی ہے کہ وہ تمام پادریوں کے مشترکہ پرچار سے بھی زیادہ ہے۔ یہ امر تو عام مشہور ہے کہ مہاتما گاندھی کو انجیل مرغوب ہے شاید ہی کوئی ایسی تقریر ہوگی جس میں ہندوستانی لیڈروں نے بائبل سے حوالہ نہ دیا ہوگا۔ حوالہ ہی نہیں بلکہ اُس کی اصلیت کی بھی تشریح کی ہوگی۔ ایک مشہور امریکن پادری نے مہاتما گاندھی کے گھر

جینے احمد آباد میں بشارتی جلسوں کا انتظام کیا جو نہایت ذلیل قسم کے تھے۔ پادری صاحب نے مہاتما کو امداد کے لئے لکھا۔ آپ اس وقت احمد آباد میں نہ تھے۔ خط پاکر مہاتما جی نے احمد آباد کے دوستوں کو لکھدیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بارہ سو کی حاضری میں ایک ہزار اشخاص گاندھی ٹوپی پہنے ہوئے حاضر تھے۔ اور ان کے جوابات بھی مدلل تھے۔ مہاتما گاندھی نے مسیح اور عیسائیت کے [illegible] اہل ہند کے دلوں میں جذبہ تقدیس پیدا کر دیا ہے۔ یہ کار نمایاں ہے۔ کیونکہ مہاتما گاندھی کی تحریک تو مغربی تہذیب کی مخالفت کرتی ہے اور خطرہ تھا کہ کہیں [illegible] اس تہذیب کی مخالفت کے ساتھ ہی مغربی مذہب [illegible] لفت بھی نہ کی جائے۔ ہم سے بعض کو تو یہ ایک [illegible] حقیقی خطرہ معلوم ہوتا تھا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ [illegible] مہاتما گاندھی کے سیاسی فیصلوں کو غلط [illegible] پاتا ہو۔ میں اُن کا نہ تو اندازہ ہی لگانا چاہتا [illegible] ہی اُن کی راستی کے متعلق کچھ کہنا [illegible] مہاتما گاندھی نے بیشمار اچھوتوں میں جو [illegible] حقیر سمجھے جاتے تھے کہ ان کو انسان بھی [illegible] جاتا تھا خودداری کا جذبہ پیدا کر دیا [illegible] سے یہ نہ پوچھیں کہ اس تمام تحریک کا [illegible]۔ میں جو کچھ جانتا ہوں فقط اسی قدر کہتا ہوں [illegible] سے انجیل کی اشاعت ہو گی۔

چاہوں تو تجھے صلیب دوں میں
اور چاہوں تو چھوڑ بھی سکوں میں

یوحنا ۱۹: ۱۰

یہ دعوٰے اُس شخص کا ہے جو پنطوس پلاطوس کے نام سے کہلاتا ہے۔ یہ روم سلطنت عظیم کے صوبہ یہودیہ کا گورنر ذی اختیار تھا۔ اُسے شہنشاہ روم کی طرف سے کل اختیار تھا کہ جسے چاہے سزا دے۔ (بشرطیکہ وہ قصوروار بھی ثابت ہو) اور جسے چاہے چھوڑ دے۔ لیکن کوئی جرم اُس پر عائد نہ ہو۔

زیادہ سمجھنے کے لئے یوں سمجھ لو کہ انگلش سلطنت عظمے کا صوبہ ہندوستان میں جیسے بمبئی یا مدراس یا بنگال یا ممالک متحدہ اور ان کے حکمران گورنر کہلاتے ہیں اور ان صوبوں کا ایک ایک دارالحکومت بھی ہوتا ہے۔ جیسے ہمارے صوبہ متحدہ کا دارالحکومت الہ آباد ہے۔

درحقیقت پنطوس پلاطوس کو یہ اختیار تھا کہ وہ جسے چاہے یعنی خداوند یسوع مسیح کو چاہتا تو چھوڑ دیتا اور چاہتا تو صلیب دیتا۔ مگر ہمارے نجات دہندہ خداوند نے جو جواب دیا ہے وہ قابل غور ہے۔

اوپر سے اگر دیا نہ جاتا
تو تُو نہ یہ اختیار پاتا

یعنی اگر خداوند خدا جو دنیا کا خالق و مالک اور اکیلا حقیقی بادشاہ ہے مجھے تیرے سپرد نہ کر دیتا جیسے کہ ہمارے یہاں کی عدالت عالیہ کسی اپنے ماتحت عدالت کو کوئی مقدمہ فیصلہ کے لئے سونپ دیتی ہے۔

اس حالت میں اُس عدالت کا فرض یہ ہوتا ہے کہ مقدمہ کو آزادانہ بغیر کسی ناجائز دباؤ کے بلا رو رعایت جانچے اور جب مقدمہ ثابت یا نہ ثابت ہو یعنی جیسی صورت ہو اُسے اختیار ہے کہ خواہ سزا دے خواہ مجرم کو چھوڑ دے۔

اسی طرح سے پلاطوس کا بھی فرض تھا کہ جب خداوند یسوع مسیح نے اس کے کان کھولے اور بتا دیا کہ میرا مقدمہ تیرے سپرد اس لئے کیا گیا ہے کہ تو اپنے اختیار کا لحاظ رکھے جیسی صورت ہو ایک سچا فیصلہ صادر کرے۔

جیسا کہ ۱۲ویں آیت سے اسی باب کے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی اس آواز سے پلاطوس کی خفتہ ضمیر جاگ گئی اور اس وقت پلاطوس نے چاہا کہ اُسے چھوڑ دے۔

لیکن یہودیوں نے چلا کے کہا کہ اگر تو اس مرد کو چھوڑ دیتا ہے تو تو قیصر کا خیرخواہ نہیں۔ لیکن یہ نہ کہا کہ اگر تو اس مجرم کو جس کا جرم ثابت ہے اور تو خود بھی تحقیقات سے اس نتیجہ پر پہنچ گیا ہے کہ اس کا چھوڑ دینا انصاف کا خون کرنا ہے۔ لیکن وہ انصاف کا نام کیونکر زبان پر لا سکتے تھے۔ جبکہ وہ مقدمہ کو نہ تو خود ہی ثابت کر سکے اور نہ خود پلاطوس نے اُس کو قصوروار پایا۔ اُس نے خود کہا کہ میں اس کا کچھ قصور نہیں پاتا۔ پھر کہا کہ دیکھو میں اسے تمہارے پاس باہر لایا ہوں تاکہ تم جانو کہ میں اس کا کچھ قصور نہیں پاتا۔ پھر تیسری بار کہتا ہے کہ تمہیں اُسے لو اور صلیب دو۔ کیونکہ میں اس میں کچھ قصور نہیں پاتا۔

بادی النظر میں ایسا مقدمہ اور ایسا مجرم جیسا کہ خداوند یسوع مسیح تھا زمانہ پیدائش آدم سے تا گھڑی حاضرہ کسی حاکم کے روبرو پیش نہ ہوا ہوگا۔ غالباً پلاطوس کو خدا نے چن لیا کہ وہ اس کے فرزند عزیز کے مقدمہ کی سماعت کرے کم سے کم اس شمعون قرینی کی برابر اس کے صلیبی دکھ میں شریک ہو کر اپنے آپ کو اس لائق ٹھہرا سکتا کہ روز عظیم میں جبکہ کل مخلوقات کی عدالت اسی شخص کی معرفت ہونے کو ہے۔ کہ شاباش اے اچھے صوبہ یہودیہ کے گورنر تو نے انصاف کر کے اپنے آپ کو نوشیرواں سے بڑھ کر منصف ٹھہرایا۔ لیکن اس پر یہ نوشتہ صادق آیا جو شاہ بابل کی عیش خانہ کی دیوار پر ایک نادیدہ ہاتھ نے قدرتی قلم سے لکھا تھا کہ تو ترازو میں تولا گیا اور

کر نکلا۔ افسوس اس کی بزدلی نے خدا رسیدہ یہودیوں فریسیوں۔ فقیہوں کے بے جا دباؤ میں آکر ایسے بے گناہ شخص کا خون کرڈالا کہ جس کے معاوضہ اور قصاص میں اگر ہزارہا ہزار عالم بھی پھانسی یا صلیب پر چڑھائے جائیں تو اُس کے ایک قطرہ خون کی برابر بھی نہ ٹھہریں۔ اگرچہ یہودی ظالم پیشواؤں نے اپنی مذہبی عدالت میں اس جرم پر کہ تم اس ہیکل کو ڈھا دو (لگر گواہوں نے اس فقرہ کو یوں تبدیل کرکے بیان کیا کہ وہ کہتا ہے کہ میں اس ہیکل کو ڈھاؤنگا) اور میں اسے تین دن میں بناؤنگا۔ مگر ان سفاکوں نے اس آخری فقرہ کو قابل لحاظ نہ سمجھا۔ اس لئے کہ غیر منصف حکام جب کسی بیگناہ شخص کو سزا دینا چاہتے ہیں تو فریقین مقدمہ کے اظہاروں سے وہ تمام فقرہ مسل میں درج نہیں کرتے جن سے مجرم کی صفائی مترشح ہوتی ہو۔ صرف ایسے جملہ لکھے جاتے ہیں جن سے مقدمہ ثابت ہو جائے اور بس۔ تاہم ان مکار فریسیوں نے یہ جان کر کہ اپنے سازہ بازمیں بدانست خود کوئی کمی نہ رہ جائے۔ خداوند یسوع سے ایک سوال کیا یہ سمجھ کر کہ وہ واقعی اس کا جواب اثبات میں دیگا۔ یعنی یہ پوچھا کہ توہمیں کب تک ادھر میں رکھیگا۔ ہم سے صاف کہہ کر کیا تو اُس قدوس کا بیٹا ہے لیکن خداوند نے جو حق پر گواہی دینے آیا تھا صاف اقرار کیا کہ ہاں میں ہوں اور اب سے تم ابن آدم کو آسمان کے بادلوں پر اُترتے دیکھوگے۔ اُس نے یہ مزید فقرہ اس نظر سے استعمال کیا کہ وہ سمجھ لیں کہ اس کا آنا تمام بے دینوں ظالموں۔ غیر منصف حاکموں کی عدالت کرنے کو ہوگا۔ لیکن وہ آنکھوں کے اندھے جوش انتقام میں ایسے اندھے ہو رہے تھے کہ کچھ نہ سمجھے۔

مگر جب پنطوس پلاطوس نے اس بنا پر کہ محض مذہبی جھگڑا باور کیا تو اُس نے صاف کہدیا کہ تم اس کی اپنی شریعت کے مطابق عدالت کرو۔ آسے کیا خبر تھی کہ وہ اس کا جواب یہ دینگے کہ ہماری شریعت کے مطابق وہ قتل کے لائق ہے۔

تاہم جب وہ چھوڑ دینے پر آمادہ ہوا تو اُنہوں نے مقدمہ کو سیاسی رنگ میں رنگ کر یہ کہنا شروع کیا کہ اگر تو اسے چھوڑ دیتا ہے تو قیصر کا خیرخواہ نہیں۔ آہ ہر زمانہ میں کتنے حاکم ہیں جنہیں خوف خدا نہیں۔ مگر قیصر کی خیرخواہی میں خداوند یسوع مسیح کے نقش قدم پر چلنے والوں کو جان تک سے مارڈالنے میں تامل نہیں کرتے۔

خیر یہ تو جو ہوا وہ ہوا اب سوال لازم آتا ہے کہ اگر پنطوس پلاطوس عدالت کا لحاظ اور خدا کا خوف کرتے ہوئے خداوند مسیح کو چھوڑ دیتا تو نتیجہ کیا ہوتا؟

میری رائے میں مندرجہ ذیل نتائج پیدا ہوتے

۱۔ یہ کارروائی بالکل انصاف کے موافق ہوتی۔

۲۔ پنطوس پلاطوس منصف حاکم ٹھہرتا۔

۳۔ تو خون ناکردہ کے حکم پر عمل پیرا ہو کر سزائے قصاص میں ابدی عذاب جہنم سے بچ جاتا۔

۴۔ دنیا میں جیتے جی پنطوس پلاطوس عذاب الٰہی میں گرفتار نہ ہوتا۔

۵۔ تمام قوم یعنی یہودی لوگ شاہزادہ طیطس کی معرفت لاکھوں کی تعداد میں مصلوب نہ کئے جاتے۔

۶۔ یروشلم پر تباہی نہ آتی۔

۷۔ مقدس ہیکل جو دنیا کے سات عجائبات میں شمار کی جاتی تھی۔ اجاڑ نہ کی جاتی اور پتھر پر سے پتھر نہ گرایا جاتا۔

۸۔ سلطنت روما کا خاتمہ نہ ہوتا۔

۹۔ وہ تحریک جو یروشلم میں جاری ہوئی تھی اس قدر عالمگیر نہ ہوجاتی۔

۱۰۔ جیسا کہ ایک بزرگ نے ان کو صلاح دی تھی کہ تم خدا سے لڑنے والے نہ ٹھہرو۔ وہ خدا سے لڑنے والے نہ ٹھہرتے اور وہ جو خدا سے لڑتا ہے اُس کا انجام کیسا خطرناک ہوتا ہے۔ چنانچہ اہل عالم پر پوشیدہ نہیں۔

لیکن ہم مسیحی اور تمام وہ ذی فہم جو مسیحیت کو ایک اور نظر سے دیکھتے ہیں غالباً وہ [illegible] سوال ضرور کرینگے کہ اگر پنطوس پلاطوس خداوند یسوع مسیح کو چھوڑ دیتا تو آج مسیحیت کہاں ہوتی۔ اور گناہ کا کفارہ جو مسیحیوں کا اصل ایمان اور باعث نجات [illegible] کیونکر عمل میں آتا۔ اور گناہگار دنیا شیطان کے [illegible] میں رہتی۔

اس کا جواب کچھ مشکل [illegible] سب جانتے ہیں کہ خدا کی مرضی یا ارادہ [illegible] ہیں۔

الف۔ جو روح القدس [illegible] الہام سے نبیوں کے وسیلہ اور خاص [illegible] بیٹے کے منہ سے ظاہر ہوئی۔ اس میں [illegible] ہے جو ہر فرد بشر اذکر [illegible] کے ضمیروں میں مضمر ہے۔ [illegible] ہم پر منکشف کی گئی ہے۔

ب۔ [illegible] ہے۔ نہ شریعت میں اس کا کوئی [illegible] اور نہ ضمیر انسانی یا صحیفہ فطرت میں کوئی کنایہ ہے۔ پس پہلی مرضی کے مطابق انسان ہر طرح کی نیک و بد احکام کا مکلف ہے۔ یعنی نیکی کرے اور بدی سے محترز رہے یا نیکی کے نہ کرنے ہی کو بدی سمجھے۔ درصورت خلاف ورزی اس مرضی کے جزا و سزا مترتب ہوتی ہے۔

اب ہم اس کی تائید میں یہودا اسکریوطی کا معاملہ پیش کرتے ہیں۔ اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ اگر یہودا اسکریوطی اپنے خداوند کو گرفتار نہ کروا دیتا تو کفارہ

کس طرح کیا جاتا اور مسیح یسوع گنہگاروں کو کس طرح نجات دے سکتا۔ اس کے جواب میں اول ہم خداوند مسیح یسوع کے الفاظ پیش کرینگے۔ تاکہ ثابت ہو کہ خدا کا ازلی ارادہ اور انسان کی فعل مختاری کیونکر اپنے اپنے دائروں میں کام کرتے ہیں۔

جس وقت ہمارا خداوند عید فسح منانے بیٹھا اور آخری کھانا اپنے شاگردوں کے ساتھ کھانے بیٹھا نہایت دلگیر ہو کر بولا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے پکڑوا دیگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ جو میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالتا ہے مجھے پکڑوا دیگا۔ ابن آدم جس طرح اس کے حق میں لکھا ہے جاتا ہے۔ لیکن اس شخص پر افسوس جس سے ابن آدم گرفتار کروایا جاتا ہے۔ اگر وہ شخص پیدا نہ ہوتا اس کے لئے بہتر تھا۔ تب یہودا نے جو اس کا پکڑوانے والا تھا جواب میں کہا کہ اے ربی کیا میں ہوں؟ اس نے کہا تو نے آپ ہی کہا۔

دیکھئے ان فقرات میں خاصکر ان الفاظ سے جس طرح اس کے حق میں لکھا ہے خدا کا ازلی ارادہ صاف ظاہر ہے کہ خداوند لوگوں کے گناہوں کے واسطے قتل کیا جائیگا۔ جس میں کوئی شک نہیں رہتا۔ ساتھ ہی ان الفاظ سے کہ اس شخص پر افسوس جس کے ہاتھوں سے ابن آدم گرفتار کروایا جاتا ہے۔ صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا اس قسم کے ارادہ کے پورا کرنے میں کسی خود مختار اور ذی عقل انسان پر جبر نہیں کیا کرتا کہ خواہ مخواہ اپنے آپ کو عذاب ابدی کا مستحق ٹھہرائے۔

اگر یہودا اسکریوطی اس فعل نکوہیدہ کا مرتکب نہ ہوتا اور خدا کو اپنا کام آپ کرنے دیتا تو آج ہم بخوبی دریافت کر سکتے کہ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ؎

چو کارے بیفضولے من بر آید
مرا در وے سخن گفتن نشاید۔

پس مناسب نہیں کہ ہم خدا کے کلی خیر میں شریک ہو کر شر کا سبب بنیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ حضرت یوسف کی طرح کوئی اور شخص ہم سے یوں کہے۔ کہ تم نے بدی کی اور تمہاری برائی سے خدا نے بھلائی نکال لی۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور حماقت کیا ہوگی۔

بشر شترے برانگیزد کہ خیر حق دراں باشد

لیکن خدا کا بیٹا آیا تاکہ شیطان کی حکومت کو نیست کرے۔

گو خداوند کو سلطنت رومہ کے نمائیندہ پنطوس پلاطوس نے مصلوب بھی کر دیا اور بعد اس کے اس شیطانی حکومت نے کم سے کم ۳ صدیوں تک مختلف اوقات میں خداوند کی تحریک کو پھیلانیوالوں کو امتیہ ایذاؤں میں مبتلا کیا۔ شیروں سے پھڑوایا۔ شکنجوں میں کھنچوایا۔ زندہ جلوایا اور حکومت سے موافقت کرنے والے یہودیوں نے ان کے ستانے میں کچھ اٹھا نہیں رکھا۔ تاہم مسیح بادشاہ غالب آیا اور سلطنت روما کے ایوان فلک نشان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ جیسا دانی ایل نبی نے کہا تھا وہ سچ ہوا کہ ایک پتھر بغیر اس کے کہ کوئی ہاتھ سے کاٹے آپ سے نکلا جو اس شکل کے پاؤں پر جو لوہے اور مٹی کے تھے لگا اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یہ وہ سلطنت ہے جو تا ابد نیست نہ ہوگی اور وہ سلطنت دوسری قوم کے قبضہ میں نہ پڑیگی اور وہی تا ابد قائم رہیگی۔

کہاں ہے وہ جس نے یہ بڑا بول بولا کہ ؎

چاہوں تو تجھے صلیب دوں میں
اور چاہوں تو چھوڑ بھی سکوں میں

افسوس یہ حکومت کے نشہ کا متوالا پھر بھی اپنی فعل مختاری کو عمل میں نہ لایا۔ لیکن وہ جس نے فرمایا کہ ؎

اوپر سے اگر دیا نہ جاتا
تو تو نہ یہ اختیار پاتا

آجکل دنیا پر حکومت کر رہا ہے ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

راقم ۔ کیدار ناتھ منت ۔ کانپور

ہری داسی

گذشتہ سے پیوستہ

اس روز ہرنیدر نے دل بھر کے شراب نہیں پی تھی اس لئے اس نے ہری داسی سے دو روپے مانگے۔ مگر ہری داسی نے روپے نہ دیئے تو وہ ہری داسی کو گالیاں دینے لگا۔ اور اپنی چھڑی سے مارنے لگا۔ ہرنیدر کی سڑی گالیاں سن کر رامیشور باورچی خانے سے نکلکر باہر آیا اور جب ہری داسی پر چھڑی پڑنے لگی تو وہ بھی دروازے پر گیا۔ اور ہرنیدر کے ہاتھ سے چھڑی چھین لی اور اس کو ڈانٹا۔ ہرنیدر نے اس کو بھی گالی دی اور مارنے کو لات اٹھائی۔ ہرنیدر نشے میں چور تھا لات اٹھاتے ہی گر پڑا۔

وہ رات تو ویسے ہی گذر گئی۔ ہرنیدر بے ہوش پڑا رہا۔ ہری داسی اور اس کے باپ کے دل میں بڑا دکھ ہوا۔ دوسرے دن صبح کو سب سے پہلے ہرنیدر اٹھ کے چلا گیا۔ رامیشور تین دن بیٹی کے ہاں رہا۔ ہرنیدر تینوں دن گھر نہ آیا۔ رامیشور نے ہری داسی سے بہت کہا کہ کلکتہ چل۔ پر ہری داسی جانے کو راضی نہ ہوئی۔ تب رامیشور بیٹی پر ناراض ہو کے کلکتہ لوٹ گیا۔ ہری داسی چلانے لگی اور دونوں نواسے بھی رونے لگے۔ باہر کے برآمدے میں کھڑے ہوئے اپنے نانا کی گاڑی کو دیکھتے دیکھتے روتے رہے۔ اور جب گاڑی نظر سے غائب ہو گئی تو روتے روتے گھر کے اندر گئے۔ ان کو پیار کرنے والا کوئی نہ تھا

ناناکے دُلار پر وہ خوش ہو گئے تھے۔ گاڑی چھپ جانے پر بھی کئی دفعہ دوڑ دوڑ کے باہر آ کر دیکھتے رہے کہ شاید نانا پھر لوٹ آویں ۔

پانچواں باب

ہرنیدر کے نام پر گھر کے مالک نے جو نوٹس گھر سے اُٹھ جانے کے لئے دیا تھا اُس کی میعاد پوری ہو گئی تھی۔ سو ہری داسی شہر کے ایک کنارے پر بہت تھوڑے کرائے پر ایک چھوٹا سا مکان لے کے وہاں چلی گئی۔ جس گھر میں وہ بہت دن رہی تھی۔ جہاں اُس کے تین لڑکے ہوئے تھے۔ جہاں اُس نے ایک وقت بہت آرام پایا تھا اور بعد ازاں تکلیف بھی سہی تھی۔ آخرکار اب اُس گھر کو اُسے چھوڑنا پڑا۔ ہری داسی اب اس چھوٹے سے گھر میں رہنے لگی۔ وہاں کے لوگ ہری داسی کی پہلی اچھی حالت نہیں جانتے تھے۔ اس لئے اُن سے بات چیت کرنے میں اُسے شرم نہ آتی تھی۔ اُس کی نیک مزاجی کے سبب سے اس محلے کی عورتیں اُسے پیار کرنے لگیں اور اُس کے پاس آنے جانے لگیں۔

امیشور جب کلکتے لوٹ گیا۔ اُس نے کچھ دن تک ہری داسی کو چٹھی تک بھی نہ بھیجی۔ ہری داسی سمجھ گئی کہ جب تک میرے باپ کا غصہ دُور نہ ہو گا۔ تب تک وہ چٹھی نہ لکھیں گے۔ ہری داسی دو دفعہ چٹھی لکھنے کو تو بیٹھی پر اُس سے لکھا نہ گیا۔ کچھ دن بعد اس کے باپ کے پاس سے ایک چٹھی آئی۔ جس میں لکھا تھا کہ میں نے تم کو اپنے ساتھ لانا چاہا تھا۔ لیکن تم نے میرے ساتھ آنا نہیں چاہا۔ تم نے کیوں آنا نہ چاہا میں نہیں سمجھ سکتا۔ تمہارا خاوند شراب پیتے پیتے بیل ہو گیا ہے۔ اُس میں اب سوچ وچار نہیں رہا اس میں بھلے بُرے کا گیان نہیں رہا۔ میرے پاس تو تم نے آنا نہیں چاہا۔ لیکن اُس کے پاس رہنے میں اگر تم کو سُکھ ہووے تو میں کیا کروں۔ تم میری اکلوتی بیٹی ہو۔ میں نے زندگی بھر جو دولت جمع کی تھی میرا ارادہ تھا کہ تم کو دے جاتا۔ مگر تم نے میری بات نہیں مانی اب بھی اگر تمہارا دل پھرا ہو اور تم میرے ہاں آنا چاہتی ہو تو لکھ بھیجو میں آدمی بھیج دوں۔ وہ تم کو اپنے ساتھ یہاں لے آویگا۔ اگر اب بھی نہ آؤ تو میری اس چٹھی کو آخری سمجھو۔ اگر تم نہ آؤ تو یاد رکھو کہ میں کبھی تمہارا نام تک نہ لونگا اور نہ ہی اپنا دھن تم کو دے جاؤنگا۔ اس چٹھی کے جواب میں ہری داسی نے لکھ بھیجا کہ "اے باپ جس کے ہاتھ میں مجھے آپ نے سونپ دیا ہے وہ خراب ہو جانے پر بھی میرا خاوند ہے۔ کمظرف اور اندھیر کرنے والا ہونے پر بھی وہ میرے لئے دیوتا ہے۔ میں اُس کو چھوڑ نہیں سکتی۔ میں اُس کو چھوڑ کر کہیں رہ کر خوش نہ ہونگی۔ میں نے اپنی کوتاہ عقل کے سبب سے آپ کا جو قصور کیا ہے مہربانی کر کے معاف کرنا۔ ایشور نے مجھ کو دُکھ دیا ہے آپ مجھ کو لات نہ مارنا میرے قصور کے سبب سے میرے تینوں لڑکوں کو چھوڑ نہ دینا۔ چٹھی پا کے رامیشور بہت دن تک سوچتا رہا۔ بعد ازاں ایک وصیت لکھی ۔

بہت روز کے بعد ہرنیدر کچہری گیا۔ اُس کو کچہری جاتے دیکھ کر ہری داسی بہت خوش ہوئی۔ اس خیال سے کہ سارا دن کام کر کے میرا خاوند بھوکھا پیاسا گھر آویگا اُس نے اُس کے ناشتے کا بندوبست کیا۔ شام ہو گئی اور کالی گھٹا اُٹھی۔ وہاں سے کچہری بہت دور تھی۔ اگر بارش اور جھکڑ شروع ہو گیا تو میرے خاوند کو بہت تکلیف ہو گی۔ اس لئے وہ کبھی آسمان کی طرف اور کبھی راستے کی طرف دیکھتی تھی۔ اس وقت ہرنیدر گھر آ پہنچا اس کے گھر پہنچتے ہی بڑا جھکڑ شروع ہوا اور پانی زور سے پڑنے لگا۔

اس روز خدمتگارن کہیں باہر گئی ہوئی تھی۔ اس لئے ہری داسی نے اپنے ہاتھوں سے ہرنیدر کا جوتا اور کپڑے اُتارے۔ اور منہ ہاتھ دھونے کے لئے ایک لوٹا پانی کا دیا۔ منہ ہاتھ دھو چکنے کے بعد ہری داسی نے ہرنیدر سے پوچھا کہ کیا آج کچہری میں کوئی کام تھا۔ کام کی بات بھی سننے سے ہری داسی کو کچھ خوشی نصیب ہوتی۔ لیکن ہرنیدر نے منہ بنا کے اور جھنجھلا کے کہا کہ کچہری میں کام نہ تھا تو کیا میں وہاں کھیلنے گیا تھا یہ سن کے ہری داسی نے اپنا منہ نیچے کر لیا اور دوسرے کمرے سے ناشتہ لا کے اس کو دیا۔ ہرنیدر چپ چاپ کھا کے اُٹھا اور چھاتہ لے کے باہر جانا چاہا۔ تو ہری داسی نے کہا کہ بجلی کڑکتی ہے آندھی اور پانی ہو رہا ہے آج گھر میں رہو۔ ہرنیدر نے کہا کہ میں نہیں رہ سکتا۔ آج میری دعوت ہے۔ ہری داسی نے کہا کہ دعوت رات کو ہو گی۔ آندھی پانی تھم جاوے تو چلے جانا۔

ہرنیدر۔ تب تک میں اکیلا گھر میں بیٹھ کے کیا کرونگا ۔

ہری داسی۔ بجلی کا کڑکنا سن کے میں ڈرا کرتی ہوں۔ یہ بات تم جانتے ہو۔ خدمتگارن آج یہاں نہیں ہے۔ تین بچوں کے ساتھ اکیلی رہنے سے مجھے ڈر لگتا ہے۔ سو تم آج میرے ساتھ گھر میں رہو۔

ہرنیدر۔ تمہارے سر پر بجلی گرے تو تمہارے پاس رہ کر کیا میں اُسے روک سکتا ہوں۔ اگر میں تمہارے ساتھ مروں تو کیا تم کو سُکھ ہو گا۔

ہری داسی۔ میں مرنا چاہتی ہوں میرے سر پہ بجلی گرے۔ پر وہ بھی تو نہیں ہوتا۔

(باقی داشتہ)

مسز درگا پرشاد

مسز درگا پرشاد مسٹر سجنا در سنگھ کی بیٹی تھیں. جو سکھ کھتری پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی شادی پادری درگا پرشاد مرحوم پاسٹر انبالہ چھاؤنی سے ہوئی جو نہایت نیک اور فرشتہ سیرت بزرگ تھے۔ آپ کا کُنبہ خاندان سے مسیحی ہوئے تھے۔

شادی کے قریباً دو سال کے بعد پادری صاحب کا انبالہ چھاؤنی میں انتقال ہو گیا۔ مسز درگا پرشاد پادری صاحب کے دو بچوں کے ساتھ جو پہلی میم صاحبہ سے تھے اور ایک اپنے بچہ کے ساتھ پیچھے رہ گئی۔ اس وقت آپ بالکل جوان تھیں۔ پادری صاحب کے انتقال سے جو دکھ و مصیبت مسز درگا پرشاد پر پڑی اُس کا یہاں ذکر نہیں ہو سکتا۔ پر مسز درگا پرشاد نے کمر ہمت باندھ کر مصیبت حاضرہ کا جس خوبی سے مقابلہ کیا اور جس مادرانہ مہر و محبت کے ساتھ اپنے بچوں کو پالا اور اُنکی تعلیم کو مکمل کیا اس کی مثال آسانی سے مل نہیں سکتی ہے۔

مسز درگا پرشاد کے تین بچوں میں سے ایک بچہ تو اُس کا اپنا تھا اور دو بچوں کی آپ متیرمائی تھیں مگر عجب معاملہ یہ دیکھا گیا کہ مسز درگا پرشاد نے اپنے سلوک اور طرزِ عمل سے آپ کو تینوں بچوں کی حقیقی ماں بنکر دکھایا اور اُس کے ساتھ ہی پادری صاحب کے بچوں نے بھی آپ کو اپنی والدہ ماجدہ کے حقیقی فرزند ہی بن کر دکھایا۔ خدا نے آپ کو آپ کے دکھوں اور مصیبت کی مشقتوں کا جو جواب دیا وہ ان دکھوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔ جو آپ نے ماں بن کر اُٹھائے تھے۔ آپ نے اپنے بڑے بیٹے کی ایم اے تک تعلیم کرائی۔ آپ اختتام تعلیم کے بعد اپنے بڑے بیٹے کے ہی ساتھ رہیں۔ جس نے اپنی والدہ کی خدمت اور آرام اپنی زندگی کا اصول بنایا ہوا تھا۔ آخرکار کچھ عرصہ بیمار رہ کر مسز درگا پرشاد پہلی جون ۱۹۲۲ء کے روز ابدی آرام میں داخل ہو گئیں۔ دوسری جون صبح کے سات بجے آپ دفن کی گئیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا مرحومہ کے پسماندگان کو تسلی اور صبر عطا فرمائے۔ آمین۔

مونچھیں مونڈ ڈالنے کے باعث حجام پر نالش

فرانسیسکو امریکہ میں مسٹر جیکابز نامی ایک صاحب نے ایک حجام پر ۵ سو روپیہ کی نالش دائر کی ہے۔ بنا دعوےٰ یہ ہے کہ حجام نے مستغیث کو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں بٹھا کر اُس کی حجامت بنانا شروع کیا۔ اس اثنا میں مستغیث سو گیا اور حجام نے اس سے دریافت کئے بغیر اُس کی مونچھیں صفاچٹ کر دیں۔ مستغیث جب گھر آیا تو اُسے کسی نے پہچانا تک نہیں۔ لہذا مستغیث کو اس نقصان کے لئے ۵ سو روپیہ دلایا جانا چاہئے۔ دیکھیں اس مزید مقدمہ کا انجام کیا ہوتا ہے۔ مقدمہ بہرحال اپنی طرز کا واحد ہے۔ (اخبار عام)

خبردار پھر کبھی اس طرح نہ نکلنا

ایک بنگالی جنٹلمین نے انگلشمین میں مندرجذیل واقعہ شائع کرایا ہے۔

میرے ایک دوست گرینڈ ٹرنک روڈ سے جا رہے تھے کہ ہوڑہ کے قریب اُنہیں گنڈوں نے گھیر لیا ان لوگوں نے میرے دوست کی پوری جامہ تلاشی لی۔ بدقسمتی سے اُن کے پاس اس وقت صرف ایک آنہ کے پیسے تھے۔ گنڈے اس پر سخت ناراض ہوئے اور اُن کے منہ پر تھپیڑ لگا کر کہا کہ خبردار پھر کبھی اتنی سی تھوڑی رقم لیکر گھر سے باہر نہ نکلنا۔ (د)

سنکھیا کھانے والے لوگ

کوہ الپس کے درمیان اٹلی کے شمال میں علاقہ نائرول واقعہ ہے۔ جہاں شدت کی سردی پڑتی ہے یہاں کے رہنے والے سردی سے بچنے کے لئے سنکھیا کھانے کے عادی ہیں۔ وہ پہلے تھوڑی مقدار میں سنکھیا کھانا شروع کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ اتنی سنکھیا کھانے لگتے ہیں کہ اگر کسی دوسرے انسان کو کھلائی جاوے تو وہ سیدھا مُردوں کی دنیا میں پہنچ جائے۔ مگر ان لوگوں پر سنکھیا کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ان کے قویٰ جوں کے توں مضبوط رہتے ہیں۔ ان کے حق میں سنکھیا کوئی زہر نہیں نائرول کی عورتیں بھی سنکھیا کھاتی ہیں۔ جس سے اُن کی رنگت نکھر جاتی ہے۔ اور وہ خوبصورت بنجاتی ہیں۔ مرد اس لئے کھاتے ہیں کہ برف اور سردی کے دنوں میں سنکھیا سے شکار کھیلنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ یہ لوگ سنکھیا کھانے کی وجہ سے عموماً عمر طبعی کو پہنچتے ہیں اور آخری وقت تک جوان نظر آتے ہیں۔ دوسرے آدمیوں کو یہ دیکھکر تعجب ہوتا ہے۔ (م)

خبریں

خوشی کی خبر ہے کہ مسٹر فرینک نجم الدین کی مورخہ ۳ جون ۱۹۲۲ء کے روز مس عظمت میراں بخش کے ساتھ منگنی ہو گئی ہے مبارک ہو۔ اب کوئی دوسرا مقلد کھڑا ہونا چاہیے۔

خوشی کی خبر ہے کہ مسٹر ایس۔ اے سٹوکس پہلی جون ۱۹۲۲ء کے روز لاہور جیل سے رہا ہو کر گھر کو تشریف لے گئے ہیں۔

سالگرہ کے خطابات۔ اس وقت ۱۲

فلسکیپ صفحے کی فہرست خطابات کی آچلی ہے۔

اس میں پنجابی مسیحیوں میں سے مسٹر سوہن لال رلیارام کا نام نامی بھی درج ہے۔ آپ کو رائے بہادر کا خطاب ملا ہے۔ جس کے لئے ہم پنجاب کے تمام مسیحیوں کی طرف سے آپ کو مبارکباد کہتے ہیں۔

لنڈن ۳۱ مئی کی خبر ہے کہ ایک امریکن لیڈی ٹینس چیمپین امریکہ سے انگلینڈ آکر مسز ہیش سے ٹینس کھیلی اور امریکن لیڈی ہار گئی۔

لنڈن ۳۰ مئی کی خبروں سے آئرلینڈ کی حالت بد سے بدتر دکھائی ہے۔

لنڈن ۳۰ مئی کی خبر ہے کہ آرچ بشپ کنٹربری اور یارک نے ایک چٹھی میں تمام کلیساؤں کو باہمی اتحاد کرنے پر زور دیا ہے۔ مبارک کام ہے۔

لنڈن ۳۰ مئی کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی تاوان جنگ ادا کریگا۔

طہران ۳۱ مئی کی خبر ہے کہ ایرانی پارلیمنٹ ابتک نہیں بنی۔ مجلس نے شاہ ایران کو اطلاع دی ہے کہ مشیرالدولہ نے وزارت بنانے سے بالکل انکار کردیا ہے۔

مکاؤ ۳۱ مئی کی خبر ہے کہ وہاں پر سٹرائیک ہوگیا چینی سٹرائکرس نے پرتگیزوں کی فوج پر ہی دھاوا کردیا۔ ۴۰ چینی مرے۔ اور کچھ زخمی بھی ہوئے۔

لنڈن یکم جون کی خبر ہے کہ آئرلینڈ کی نازک حالت ہے۔ وہاں کے پراٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک میں مصلحت وموافقت کی صورت ابتک نہیں بنی کشت وخون اور باہمی لڑائی چلی ہی جاتی ہے۔

لنڈن ۳۱ مئی کی خبر ہے کہ ٹرکی میں یونانی ابتک مارے جاتے ہیں۔

شملہ ۲ جون کی خبر ہے کہ مانسون غیر معمولی طور پر ترقی کررہی ہے۔ ہمالیہ پہاڑ کے ساتھ ساتھ خوب بارشیں ہوتی آرہی ہیں۔

کلکتہ کی بندرگاہ کے ۸۰۰۰ مزدوروں نے سٹرائک کردی ہے۔ ۶۰ جہاز بندرگاہوں میں بیکار کھڑے ہیں۔

لنڈن یکم جون کی خبر ہے کہ انگریزوں کا عراق عرب کو خالی کرنا ممکن ہے۔

انڈیانہ پولس ۳۱ مئی کی خبر ہے کہ امریکہ میں پانچسو میل کی موٹر دوڑ میں مرفی آٹھ سٹانڈرڈ کار جیت گئی اسے ۳۵۰۰۰ ڈالر انعام ملے۔

چیف انجنیر غائب

مدراس ۵ جون - بہار نیتہ بدھ وار کے روز ۱۲ گھنٹے دیر سے جھنڈا سرجھکائے ہوئے پہنچا دیر اس وجہ سے ہوئی کہ جہاز کا چیف انجنیر مسٹر کمفرلینڈ گم ہوگیا ہے۔ شاید وہ اتفاقی طور پر سمندر میں گرگیا۔

مزدور عورتوں کی ہڑتال

کلکتہ ۵ جون۔ ولینگٹن جوٹ مل کی ۳۰۰۰ عورتوں نے ہڑتال کردی ہے۔ جس سے کام بند ہوگیا ہے وہ اُجرت میں دو آنے روپے اضافے کا مطالبہ کرتی ہیں اور یہ کہ مل کا میڈمین موقوف کیا جاوے یہ پہلا موقعہ ہے کہ مزدور عورتوں نے ہڑتال کی۔

چلتی ریل میں چوری

کلکتہ ۵ جون بردوان کے ایک تاجر کا ملازم بردوان اور بیلوری کے مابین ٹرین میں سفر کرتا ہوا سوگیا پانچہزار کے نوٹ تھیلی میں اس کی چھاتی پر بندھے ہوئے تھے وہ چوری ہوگئے۔

مولینا حسرت موہانی کے خلاف اعلان جنگ کے مقدمہ میں مولینا اپنا بیان دینگے۔ سماعت تعطیلات موسم گرما کے بعد ہوگی۔

حادثے پنجاب میل سے نقصان

کلکتہ ۵ جون - انڈین ریلوے گزٹ راوی ہے کہ اپریل کو جو حادثہ پنجاب میل کو پیش آیا اس سے ۲۶۰۰۰ روپے کا نقصان ہوا - انجنوں کا نقصان اس کے علاوہ ہے۔ ہر ایک انجن گیارہ ہزار پونڈ کا تھا۔

سرکاری ہنڈیوں کی فروخت کا التوا

شملہ ۵ جون - ۷ جون ۱۹۲۲ء سے تین مہینے - نو مہینے اور ۱۲ مہینے کی میعادی سرکاری ہنڈیاں فروخت کرنی بند کی گئی ہیں۔

سرحدی تحقیقاتی کمیٹی

شملہ ۵ جون - مسٹر بے پریذیڈنٹ اور ممبران سرحدی کمیٹی یہاں پہنچ گئی ہے - وہ ۸ جون سے اپنا اجلاس شروع کرے گی۔ جبکہ سرجان مینارڈ ممبر کارکن کونسل پنجاب کی شہادت لے گی کمیٹی شملے میں اور بھی چند شہادتیں لیگی۔

معافی مانگ کر رہائی

شملہ ۵ جون - پنجاب گورنمنٹ کی ایک اصلاع مظہر ہے کہ امجد علی اور یوسف علی ساکنان موضع کھاسی ضلع انبالہ کو چھ چھ ماہ قید بامشقت ۱۸ مارچ سے شروع ہوئی تھی - اس الزام میں انہوں نے جگادھری میں والنٹیروں کے پکٹ لگانے کی پارٹی کے لیڈر تھے انہوں نے یہ اقرار نامہ لکھ کر دیدیا ہے کہ وہ سیاسیات میں آئندہ وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ حصہ نہ لینگے - اس لئے آپ کی باقی ماندہ سزا معاف کی گئی۔

نور افشان کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۲ سے آگے)

کہلانے کی مستحق ہیں۔ مہاتما گاندھی کا قول ہو کہ جس قوم کے لوگ (بھیک منگے) صاحب کہلاتے ہیں وہی قوم فاتح دنیا ہو سکتی ہے۔

ملٹن اسی قوم کا ہیرو گذرا ہے۔ جس کے لوگ صاحب ہیں۔ ملٹن میں مضمون آفرینی کی قدرت کچھ ایسی تھی جس کو بائے فطرۃ کہیں تو بیجا ہے پیچ ہے۔ خدا کے لوگ روح کے بلوائے بولتے ہیں۔ عرصہ ہوا کہ ہمارے مسیحی بزرگ مسٹر جیلے چرن صدا نے ملٹن پیراڈائس لوسٹ کا ترجمہ ہندوستانی نظم میں مثنوی کے وزن پر کیا تھا۔ جس کا ریویو نور افشاں میں ہوا تھا وہ پسند عام ہوا۔ بات یہ ہے کہ فردوس گم شدہ کا مضمون ایسا ہی ادھورا ہے جیسے پرانا عہد نامہ نئے عہد نامہ کے بغیر پرانا عہد نامہ پڑھکر انسان حیران ہوتا ہے۔ کہتا ہے کہ ہائے میں کیا کروں۔ میں کہا کروں۔ میں تو برباد ہوا۔ اب اگر نیا عہد نامہ نہ ہو تو انسان ناامیدی میں مرجائے۔ جہاں زندگی کی خبر ملتی ہے۔ کہ اے تم لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو۔ سب میرے پاس آؤ تو میں تمہیں آرام دونگا۔ ویسے ہی اگر ملٹن کی تصنیف کا دوسرا حصہ یعنے **فردوس بازیافتہ** نہ ہو تو سب کچھ ادھورا رہتا ہے۔ اس کمی کو بھی ہمارے مہربان صدا صاحب نے پورا کردیا۔ پراڈائز لوسٹ کا دوسرا حصہ فردوس بازیافتہ کے نام سے ترجمہ کرکے منظوم شائع کردیا ہے۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اس کے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ جنہوں نے پہلا حصہ پڑھا ہے وہ معلوم کرسکتے ہیں کہ کیسے مشکل کام کو صدا نے ہاتھ لگایا اور کس خوبی سے نبایا۔ دوسرا حصہ پہلے حصے سے چھوٹا ہے۔ مگر ملٹن کی مضمون آفرینی کا لطف دل و دماغ کو خوش کرجاتا ہے۔ یہ حصہ پہلے سے چھوٹا ہے۔ مگر جو جنگ شیطان اور خداوند یسوع میں ہوا جو داؤں پیچ شیطان نے کئے اور جس طرح سے خداوند یسوع نے اُس کو شکست دی۔ دیکھنے کے قابل ہے۔ صدا صاحب نے مسیحی لٹریچر پر بڑا احسان کیا ہے۔ یہ ۹۲ صفحہ کا منظوم رسالہ ہے۔ جس میں ایک دیباچہ اور باقی چار باب اصل کتاب کے ہیں۔ جن میں ۱۲۳۵ اشعار ہیں۔ واقعی بڑی محنت اور جانفشانی کا کام ہے۔ ہم جو انگریزی سے نابلد ہیں اُن کے واسطے یہ خزانہ سربمہر تھا مسٹر صدا نے ہم ناخواندوں پر بڑی مہربانی کی ہے۔ اب ہم پر فرض ہے کہ ان کی اس مہربانی کی قدر کریں اور اس خزانہ کے جواہرات سے اپنے دل و دماغ کے خزانہ کو بھرلیں۔

جس طرح پہلے حصے کا دیباچہ مولانا محمد عبدالحلیم شرر لکھنوی نے لکھا تھا اس حصہ کا دیباچہ بھی اُنہوں نے لکھا ہے۔ پہلے حصہ کے دیباچہ میں مولانا شرر نے ملٹن کی زندگی تحریر فرمائی تھی اور مسٹر صدا کی محنت کی داد دی تھی۔ اس دوسرے حصے کے دیباچہ میں مولانا موصوف نے مسٹر صدا کی زندگی کا حال کسیقدر لکھا چونکہ وہ ہندوستان کے رہنے والے ہیں۔ پنجابی اکثر ان سے کم واقف ہیں۔ مولانا شرر نے بڑی مہربانی کی ہے کہ اُن کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

اگرچہ مسٹر صدا ہندوستانی آگرہ کے رہنے والے ہیں۔ مگر ہم پنجابیوں کے لئے باعث فخر ہیں۔ کہ وہ مبر نگما ہی بٹالہ سکول کے تعلیم یافتہ ہیں۔ بابو سنگھا صاحب مرحوم کے شاگرد رشید ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین خود منگوا کر اس کتاب کو دیکھینگے۔ مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

اگرچہ پریس کا سب کچھ مہنگا ہے۔ تاہم مسٹر صدا نے بڑی مہربانی کی ہے کہ ایسی بڑی تقطیع کی کتاب عمدہ کاغذ۔ عمدہ چھپائی۔ عمدہ لکھائی۔ قیمت صرف ۸ ۔ ذیل کے پتہ پر مل سکتی ہے۔

مسٹر جیلے چرن صدا ڈپٹی انسپکٹر مدارس۔
نیا گاؤں۔ لکھنو۔
پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور۔
مرقومہ واعظ۔

ضرورت

چند ایسے عیسائی نوجوان تھوڑے پڑھے لکھے لڑکوں کی ضرورت ہے جو کہ سرجیکل کام سے بڑی محبت رکھتے ہوں۔ اس جگہ ڈریسر ٹرننگ کلاس میں چھ ماہ تک ڈریسری کا کام سیکھکر اور امتحان پاس کرنے کے بعد اسی ہسپتال میں کام کریں۔ وقت پڑھائی دس روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جاویگا۔ امتحان پاس کرنے کے بعد ڈریسر کی پوری تنخواہ سرکار کے گریڈوں کے اور سرکاری ہسپتالوں کے قانون کے موافق دی جاویگی۔ سینیر اور جونیر کی تنخواہ کا فرق ہوگا۔ خدا کی خدمت اور مسیح کا جلال ظاہر کرنے کا بڑا اچھا موقعہ ہے۔ درخواستیں بمعہ اسناد نیک چالچلن کے پتہ ذیل پر آنی چاہییں۔ ڈاکٹر سوہن سنگھ سچدیوا ایل ایم ایس پی۔ ایس اسسٹنٹ سرجن سب چارج مشن ہسپتال ٹکسلا (پنجاب)

ضرورت

ہربگوان میموریل ہائی سکول فیروز پور شہر میں جماعت مڈل و ابتدائی کے پڑھانے کے لئے ایک ایس وی (ہندوستانی) مدرس کی ضرورت ہے۔ جو اردو پڑھنا۔ لکھنا حساب جانتی ہو نیک اطوار اچھی طرح کنڈر گارٹن کے طریقہ پر سکھا سکے تنخواہ علاوہ ٹرینڈ پا ویڈنٹ فنڈ حسب لیاقت دی جاویگی۔ درخواستیں بمعہ اسناد کارکردگی بخدمت منیجر صاحب سکول ہذا آنی چاہئیں۔

ضرورت

نیوزیلینڈ مشن جگادھری ضلع انبالہ کے ہسپتال کے لئے دو نرسوں کی جو سرٹیفکیٹ رکھتی ہوں۔ ان میں سے ایک مڈ وائفری کا بھی سرٹیفکیٹ رکھتی ہو ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ۳ امیدواروں کی ضرورت ہے جو ٹرینگ و تعلیم حاصل کرینگی۔ اپنی اپنی درخواستوں کے ساتھ کام ولیاقت کی چٹھیوں کی نقلیں پتہ ذیل پر روانہ فرمائیں +

المشتہر

مس ایچ۔ امولا۔ مشن ہسپتال

جگادھری پنجاب

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا و صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجاگھر۔ جاعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول

بٹالہ ضلع گورداسپور

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو بزبان انگریزی اور رومن اُردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی خبریں اور کرسچن اینڈیور کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں۔ سالانہ چندہ حسب تنخواہ خریداران ایک روپے سے تین روپے تک ہے نمونے کا پرچہ مسی لیج بینڈ سی بی۔ ایس سی ایڈیٹر و مینیجر مخزن مسیحی لکھنؤ یو۔ پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

کرسچن بک سٹور لودھیانہ

اُردو کی پہلی کتاب	۲ر	رومن پنجابی پرائمر	۱ر
دوسری	۳ر	تیوہار در اسلام میں مسیح	۱ر
صحت جسمی بہترین تحفہ	ر	ینابیع الاسلام	۳ر
مسئلہ التخلیق	۲ر	ویدوں کی اصل	۳ر
صراط المستقیم	۸ر	دو سوال	۳ر

ملنیکا پتہ۔ مینیجر کرسچن بک سٹور لودھیانہ

دستور العمل نورافشان

سالانہ قیمت۔ ہندوستان کے حدود کے اندر ۳ر

غیر ممالک سے للعہ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا ۱/۸ حصہ	معہ	عہ	عہ
چوتھائی کالم	عہ	عہ	للعہ
نصف کالم	عہ	للعہ	معہ
پورا کالم	للعہ	معہ	۱
پورا صفحہ	۱	۱عہ	۱۱

سہ ماہ سے کم عرصے کے لئے ہر ایک اندراج فی سطر ۲ر لیکن کسی اشتہار کے لئے عا روپیہ سے کم نہ لیا جائیگا

ضرورت

ویسلین مشن فیض آباد کے لڑکیوں کے اے۔ وی سکول میں چند استانیوں کی ضرورت ہے۔ سکول گورنمنٹ ملاحظہ کی حد کے اندر ہے۔ درخواست کنندگان کو چاہیے کہ وہ اپنی اپنی درخواستوں کے ساتھ اپنے اپنے علم و تجربہ کی چٹھیوں کی نقلیں بھی روانہ کریں۔

المشتہر۔ جی۔ بینیک پرنسپل گرلس اے۔ وی سکول۔ فیض آباد۔ یو۔ پی۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول۔ لودھیانہ

۱۸۷۵ء سے قائم ہے۔

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۲ء سے تین جماعتیں لوئر پرائمری کی ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔

حصہ ہائی کے طالب علم برائے حصول تعلیم مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری فی طالب علم چھ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری فیس کا ⅓ ہے۔ متفرق خرچ اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار رہتا ہے۔ علاوہ ازیں جرکشا ۱عہ سے ۱للعہ تک۔ کردو لول عہ سے معہ تک مل سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

نورافشان کی توسیع اشاعت میں کوشش کیجیے

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نورافشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا +